وہ دُکان اپنی بڑھا گئے

مفتی مجد القدوس رومی۔ سہارنپور انڈیا مظاہر العلوم (وقف)

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

آہ: عارف باللہ حضرت الشاہ ڈاکٹر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۰۸ھ میں جب زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی سعادت میسر آئی اس موقعہ پر برادر معظم محترمی سعد القدوس صہیب رومی (مقیم جدہ) زید سعدہ کی رفاقت ومعیت میں حرم مکہ معظمہ کی زیارت کے دوران میزاب رحمت کے بالکل سامنے مسجد حرام میں اچانک ایک بزرگ نہایت نورانی صورت قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول نظر آئے دیکھتے ہی قلب ونظر دونوں ہی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے احقر نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ان سے تعارف وملاقات تو نہیں ہے لیکن دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے سلسلہ کے کوئی بزرگ ہیں اور یہ اکثر اسی جانب (میزاب رحمت کے بالمقابل حصہ) میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

احقر نے غایت اشتیاق میں کہا کہ چلو تعارف وملاقات کرلیں چنانچہ ان بزرگ کے پاس ہم دونوں بھائی جاکر بیٹھ گئے وہ بزرگ فوراً ہی ہم دونوں کی طرف متوجہ ہوئے سلام اور مصافحہ کے بعد نہایت سادگی اور تواضع کے لہجہ میں فرمایا ''میرا نام حفیظ اللہ ہے لوگ ڈاکٹر حفیظ اللہ کہتے ہیں سکھر (سندھ) پاکستان میں رہتا ہوں احقر نے جب اتنا سنا تو اور کشش بڑھی بے تکلف دریافت کرلیا کہ آپ کا تعلق حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے بھی ہے؟ اس پر قدرے توقف سے فرمایا جی ہاں، جب ایم بی بی ایس۔ ایل ایس ایم ایف میں تھا اس وقت حضرت والاؒ کا وعظ ''تحفت اختر'' پڑھا تو دل میں طے کرلیا تھا کہ یہاں سے فارغ ہوکر انشاء اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ چنانچہ تھانہ بھون حاضر ہوا تھا اور حضرتؒ سے بیعت کی درخواست کی جس پر حضرت والاؒ نے خوش ہوکر فرمایا کہ ''میں آپ کیلئے وہ سب دعائیں کرتا ہوں جو میں نے اپنے لئے مانگی ہیں، البتہ محض بیعت کافی نہیں نفع کا مدار اصلاح پر ہے اس لئے آپ اپنے قریب میرے مجاز طریقت حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ (امرتسری ثم لاہوری) سے تعلق قائم کرلیں ان سے آپ کو ان شاء اللہ نفع ہوگا'' چنانچہ تھانہ بھون سے واپسی کے بعد حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ سے بیعت واصلاح کا تعلق قائم کرلیا اور آخر تک حضرت مفتی صاحبؒ سے خوش گوار تعلق رہا، ان کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ (مقیم کراچی) سے ایسا ہی تعلق رہا۔ اور اب ہمارے سرپرست مسیح الامت حضرت مولانا جلال آبادی دامت برکاتہم ہیں یہ سن کر احقر تو کھل اٹھا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب جلال آباد تشریف لائے ہیں یہ خبر فرحت اثر سن کر فوراً ہی جلال آباد گیا پہلے اپنے مرشد ومربی حضرت مولانا جلال آبادی کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے خلاف معمول (درمیان ہفتہ میں) آنیکی وجہ فوراً دریافت فرمائی، احقر نے عرض کیا حضرت ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع پاکر آیا تھا فرمایا اچھا آپ ان سے کیسے واقف ہیں؟ مختصر روداد ملاقات سنائی، سنکر خاص سنجیدگی اور اعتراف کے انداز سے فرمایا ڈاکٹر صاحب بہت اونچے آدمی ہیں ان کی طبیعت شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے، یہ بات حضرت والا نے کچھ ایسے تاثر کے ساتھ فرمائی کہ دل نے مزید وقعت وعظمت محسوس کی۔ سکھر میں ملاقات کے دوران فرمایا کہ اس وقت حضرت حکیم الامتؒ کے محض ملفوظات سنانے والے تو بہت مل جائیں گے مگر حضرت حکیم الامتؒ کے مزاج ومذاق

اور مسلک سے پوری مناسبت رکھنے والے خال خال ہی ملیں گے میری نظر میں اس کے پورے طور پر حامل حضرت مسیح الامت مولانا جلال آبادیؒ ہیں، پھر اس اتحاد مزاج، شیخ کی مناسبت پر فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں افضل ہیں اس فضیلت کی علمی، استدلالی وجوہ تو حضرات محققین، اہل علم نے مختلف طور پر بیان فرمائی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ جیسی مناسبت اتحاد مذاق اور نسبت اتحادی حاصل تھی وہ دوسرے صحابہ کرام کو اس طور پر حاصل نہیں تھی اور اس کیفیت کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے، اسی بناء پر ان کو خلیفہ اول قرار دیا۔

ایک مرتبہ احقر نے بیان کے دوران حضرت خواجہ مجذوب صاحبؒ کا یہ شعر پڑھا۔

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے، گر کر اٹھے، اٹھ کر چلے

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی یہ شعر سنا تو پسند فرمایا اور اپنی ڈائری (نوٹ بک) احقر کو دیکر فرمایا اس میں یہ شعر نوٹ کر دیں، اچھا شعر ہے۔

سکھر میں اس کے بعد حرمین شریفین میں بھی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو خاص شفقت فرمائی اور فرمایا کہ "آپ سے بڑی انسیت اور مناسبت محسوس ہوتی ہے یہ میرے لئے نعمت کبریٰ اور سعادت عظمیٰ ہے۔"

سکھر میں حاضری میرے لئے بہت نفع بخش اور مفید ثابت ہوئی مکان پر دیر تک استفادہ کا موقعہ عطا فرمایا مجھے آرام کرنے کیلئے اپنی چارپائی بستر چادر تہبند بھی عنایت فرمایا رات میں کئی مرتبہ نئی جگہ ہونیکی وجہ سے آنکھ کھلتی رہی تو چار پانچ مرتبہ محسوس ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب نہایت آہستگی اور خاموشی سے کہ (قدموں کی چاپ سنائی نہ دے) اٹھے، مجھے یہ کیفیت دیکھ کر حضور اقدس ﷺ کا وہ معمول مبارک یاد آ گیا، جو حدیث شریف میں آتا ہے، چادر اور لنگی کی پیمائش عام چادروں اور لنگیوں سے مختلف محسوس ہوئی چنانچہ صبح کو حضرت والا سے دریافت کیا تو مسکرائے اور فرمایا کہ میں نے حضرت مفتی عبدالحکیم صاحب سکھروی سے حضور ﷺ کی چادر مبارک اور تہبند کی ناپ معلوم کی تھی انہوں نے جو ناپ بتلائی اسی کے مطابق میں نے اپنی چادر اور لنگی بنوائی ہے۔

احقر نے حضرت سے نصیحت کی درخواست کی تو نہایت مختصر اور جامع نصیحت فرمائی کہ "ذکر مع الفکر تمام خزائن باطنہ کی کنجی ہے" اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ اور یہاں روہڑی کے ایک بزرگ جب ذکر کرتے تو ان کا منہ میٹھا ہو جاتا تھا اور موئے بدن ذکر کی حلاوت محسوس کرتے۔ اسی سلسلہ گفتگو میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے طریق میں ہاؤ ہو کا اظہار نہیں ہے۔ ضبط بہت ہے اور کیفیات باطنی اپنے مقام اور حال کا کشف بھی پسند نہیں فرماتے، بعض محققین مشائخ (حضرت ملا علی قاریؒ وغیرہ) کا ارشاد نقل فرمایا کہ کشف و کرامات حیض الرجال ہیں یعنی جس طرح عورت شرم وحیا سے اپنے حیض وغیرہ کا اخفاء کرتی ہے اسی طرح اصحاب کشف و کرامات کو بھی اس کا اظہار نہ کرنا چاہیے۔

ایک موقعہ پر احقر سے فرمایا کہ اگر لوجہ اللہ دین کی خدمت کرنے کو دل چاہتا ہو اور ضرورت و مجبوری کی وجہ سے تنخواہ لیتا ہو تو یہ نیت اور ارادہ دل میں کرلے کہ اے اللہ جب مجھے وسعت ہو جائیگی تو میں تنخواہ نہ لوں گا محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے دین کی خدمت کروں گا تو اس کو اسی وقت میں اس کا اجر و ثواب ملنے لگے گا اگرچہ فی الحال وہ تنخواہ لے رہا ہو، رخصت کے وقت کی یہ دو نہایت جامع ترین دعائیں تلقین فرمائیں۔

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (تین یا چار مرتبہ بعد نماز فجر) پڑھنے سے

ان شاء اللہ تعالیٰ جنون، جذام فالج، اور اندھے پن سے حفاظت رہیگی اور نعمائے آخرت کے حصول کیلئے یہ دعا ہے۔

اللھم انی اسئلک مماعند ک وأفض علی من فضلک وانشرعلی من رحمتک وانزل علی من برکاتک ۔

بے ساختہ دل میں آیا۔

اہل دل کا نہ فیض ہو جب تک   آدمی کام کا نہیں ہوتا

سکھر میں حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب کسولویؒ کے قریبی عزیز محترمی لیاقت صاحب نے کہا کہ ہمارے گھر کی مستورات کہتی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پاکستانیوں سے یہ سوال کیا کہ انگریزیت، بے حیائی آزادی اور دیگر خرافات میں تم کیوں مبتلا تھے کیا تمہارے شہر سکھر میں ڈاکٹر حفیظ اللہ کا گھرانہ نمونہ نہیں تھا کہ بیٹے اور داماد سب ڈاکٹر انجینئر ہونیکے باوجود کیسے دین دار اور ان کے گھر کی مستورات (اہلیہ، صاحبزادیاں اور بہویں) سب کے سب کتنے دین دار رہے تو ہم لوگوں کے پاس کیا عذر ہوگا؟ واقعی احقر کو بھی حد درجہ مسرت ہوئی جب حضرت ڈاکٹر صاحب کے متعلقین کو دیکھ کر کہ انگریزی داں ہو کر انگریزیت سے کوسوں دور اس کے برعکس نہایت درجہ تکلیف دہ اور افسوسناک صورت حال بعض نامور علماء و مشائخ کے متعلقین کی بھی دیکھنے میں آتی رہتی ہے کہ علم دین حاصل ہونے کے باوجود انگریزوں کی نقالی میں چور۔

احقر نے اپنی قلبی مسرت کا اظہار حضرت ڈاکٹر صاحب سے بھی کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے میرا ذاتی کمال نہیں اور اس سلسلہ میں خاص دخل میری اہلیہ کی تربیت ہے میں براہ راست بچوں کو نہیں کہتا تھا بلکہ اصولی باتیں اپنے گھر میں کہہ دیتا پھر وہ موقعہ بموقعہ اسی ہدایت کے مطابق بچوں کو سمجھا دیتی تھیں حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ ثم لاہوری کے حوالہ سے نقل فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نمایاں ہونیکی کوشش کرنیکے بجائے نمونہ بننے کی فکر ہونی چاہیے کہ دیکھنے والے کو از خود خیال ہو کہ اس کو کسی نے سانچہ میں ڈھالا ہے اس کو بتلانا نہ پڑے کہ میری نسبت فلاں سے ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب سے ۱۴۱۵ھ میں دوبارہ زیارت حرمین شریفین کے وقت مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں زیارت کا شرف حاصل ہوا چند دنوں کی ملاقات سے ایک روز عصر و مغرب کے درمیان مسجد حرام میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے بے اختیار دل چاہا کہ کہیں کہ حضرت مسیح الامتؒ کے وصال کے بعد اگر کہیں شرح صدر ہوتا ہے تو یہیں ہوتا ہے چنانچہ اپنی اس قلبی خواہش کا حضرت سے ذکر کر ہی دیا حضرت والا نے نہایت شفقت و محبت سے معذرت فرمائی مگر احقر دست گرفتہ ہی نہیں دل گرفتہ ہو چکا تھا عرض کیا کہ حضرت میں تو آپ سے بیعت ہو گیا یہی صورت احقر نے حضرت جلال آبادی قدس سرہ سے بھی اختیار کی تھی جس پر حضرت مولانا نے فرمایا تھا کہ واقعی بیعت تو اولاً مرید ہی ہوتا ہے پھر جب شیخ و مرشد کو بھی شرح صدر اور اس اس کے ساتھ مناسبت محسوس ہوتی ہے تو باضابطہ طریقت میں داخل سلسلہ کر لیتا ہے یہ سن کر حضرت والاؒ مسکرائے اور بشاشت، انبساط کی کیفیت طاری ہو گئی فرمایا کہ بسا اوقات بڑے اکابر موجود ہوتے ہیں مگر مناسبت اور موانست کسی چھوٹے سے ہوتی ہے یہ بالکل غیر اختیاری چیز ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت، عظمت اور ہیبت تینوں کے استحضار کیساتھ ''ذکر مع الفکر'' کی تلقین فرمائی احقر مکاتبت میں بہت کاہل واقع ہوا ہے چنانچہ خطوط بہت کم لکھ سکا اس پر بھی شفقت بلکہ غایت کرم کا معاملہ اس نابکار کے ساتھ فرمایا گیا از خود خیریت اور حال دریافت فرماتے ایک عریضہ کے جواب میں جو والا نامہ شرف صدور لایا اس میں تحریر فرمایا تھا آپ کا محبت نامہ عید کا چاند بن کر آیا بے حد خوشی ہوئی۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۲۱)

ایک عریضہ میں احقر کو تحریر فرمایا ہر قدم پر استحضار اخلاص ہونا چاہیے، ایک مرتبہ احقر نے دریافت کیا کہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت والا نے مدینہ منورہ ہجرت فرمالی ہے اور وہیں اب مستقل قیام کا ارادہ ہے؟ اس کے جواب میں نہایت لرزاں و ترساں کیفیت کا جواب آیا اس میں یہ جملہ بھی تھا کہ مدینہ منورہ میں قیام کی جرأت کیسے کروں البتہ دل چاہتا ہے کہ یہیں کا ہو جاؤں۔

می دہد یزداں مراد متقیں چنانچہ ع: پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ جنت البقیع میں آسودہ خواب ہو گئے۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ، ذکر و عبادت ہے، اس لئے ان ہستیوں کا تذکرہ محض تاریخ ہی نہیں بلکہ طاعت و قربت اور تعلیم و عبرت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ اس تذکرہ کو ہمارے لئے مذکر اور قارئین کیلئے بھی مفید و نافع بنائے آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محسن و شفیق طبیب روحانی کو اپنے جوار رحمت میں مقام قرب عطا فرمائے اور اپنے اور ان کے محبوبوں کی معیت نصیب فرمائے اور جملہ متعلقین و متوسلین کو صبر جمیل اور اجر مرحمت فرمائے۔ اور حضرت کے جملہ اہل خانہ گرامی مرتبت صاحبزادگان اور صاحبزادیوں نیز تمام افراد خاندان کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے آمین ثم آمین۔